

علامہ میرزا محمد خان قزوینی

ایک نامور ایرانی محقق کی حیات اور تحقیقات

میرزا محمد خان کو ابتدا میں ”شیخ محمد خان“ بھی کہتے تھے۔ آپ ۱۸۷۷ء میں تہران میں متولد ہوئے اور ۲۷ مئی ۱۹۴۹ء کو تقریباً ۷۲ برس کی عمر میں سینے انتقال فرمایا۔ ان کی زندگی کے ۳۶ سال یورپ میں گزرے۔ تدریس و تحقیق آپ کے مشاغل تھے اور میدان تحقیق میں آپ بلا نزاع معاصر ایرانی محققین کے سرخیل رہے ہیں۔ آپ نے عمدہ تحقیقات کے آداب اور نمونے ہی فراہم نہیں کیے بلکہ اس کام کے لیے لوگوں میں مناسب شوق اور جذبہ بھی پیدا کیا۔ کئی عربی اور فارسی کتابیں آپ کے مقالات کی سہولت کی روشنی میں گوشہ گم نامی سے نکل کر طبع ہوئی ہیں۔ آپ درحقیقت محقق پرور اور ادیب آموز تھے۔ معاصرین میں کتنی چٹکیں اور درخشیں ہوا کرتی ہیں مگر علامہ قزوینی کی وسعتِ ظرف اور اخلاق قابل تحسین ہے کہ نہ انھوں نے کسی کی بُرائی کی اور نہ کسی نے ان کی۔ علم و دانش کے معاملے میں انھوں نے کبھی ٹھل کا مظاہرہ نہ کیا بلکہ کسی نے زبانی یا تحریری طور پر جو پوچھا، اپنی انتہائی معلومات کے مطابق اسے بتا دیا۔ اس طرح اپنے تمام محامات اور اخلاط کو انھوں نے ہمیشہ شکریے کے ساتھ قبول کر لیا۔ سطور ذیل کے ذریعے ہم اس سراپا علمی اور ادبی شخصیت کی حیات اور تحقیقات کا ایک اجمالی تعارف پیش کرتے ہیں۔

ابتدائی زندگی

۱۹۲۴ء میں احباب کے اصرار پر محمد قزوینی مرحوم نے اپنی سوانح حیات لکھے جو ”بہت مقالہ قزوینی“ (تعارف آگے آرہا ہے) میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس مقالے میں موصوف کے اس وقت کے حالات زندگی اجمالی طور پر موجود ہیں، مگر اپنی کتابوں اور مقالوں کے سلسلے میں انھوں نے روایتی مشرقی انکساری سے کام لیا ہے۔ اس مقالے کے بہ موجب آپ کے والد کا نام عبدالوہاب قزوینی تھا اور آپ نے ۱۸۸۸ء

۱۵ دیکھئے ایٹام رضا تہران جون ۱۹۴۹ء اور مئی ۱۹۵۰ء میں ”یار سے از علامہ قزوینی“ کے عنوان سے مقالے۔

میں تہران میں انتقال کیا۔ ”یامۃ دانشوران نامہ“ کی پہلی دو جلدوں کی تالیف میں ان کے والد بھی شریک تھے، اور انھوں نے ناصر الدین شاہ قاجار (۱۸۳۸-۱۸۹۶ء) کے عہد کے بعض نامور نحویوں، لغت شناسوں، فقیہوں اور ادیبوں کے حالات زندگی لکھے ہیں۔ محمد حسن خاں اعتماد السلطنۃ کی کتاب ”المآثر والأثار“ کی تالیف میں بھی ان کے والد شریک رہے ہیں۔ عبد الوہاب عربی صرف و نحو میں متبحر تھے، اور یہ ملکہ انھوں نے اپنے بیٹے میں بھی پیدا کیا۔ علامہ قزوینی نے ابتدا میں اپنے والد اور دیگر معروف اساتذہ سے معقول و مقول علوم سیکھے۔ ان کے درس میں عربی صرف و نحو، فقہ، علم کلام، منطق و فلسفہ اور فارسی ادب شامل تھے۔ حاج شیخ ہادی نجم آبادی، سید احمد ادیب پشاور، شمس العلماء شیخ محمد مددی قزوینی، میرزا محمد حسین خان فروغی اصفہانی، ذکار الملک اور حاج شیخ فضل اللہ نوری سے خاص طور پر استفادہ علمی کرنے کا انھیں اعتراف ہے۔ انھوں نے میرزا محمد علی خان، ذکار الملک، کو عربی پڑھائی اور ان سے فرانسیسی سیکھی۔ مگر وہ خاص طور پر سید احمد ادیب پشاور کے دیون تھے۔ وہ اپنے استاد کی قوت حافظہ کو عربی شعرا کا روافہ اور ابوالعلا معری کی قوائے حافظہ سے تشبیہ دے کر لکھتے ہیں کہ عربی نحو میں ان کا خصوصی تبحر اسی استاد کا مرہونِ منت ہے۔

عربی، فارسی اور فرانسیسی زبانوں میں کمال حاصل کر کے اور مقولات و منقولات میں نفاذ تحصیل ہو کر، محمد قزوینی تہران کے مختلف مدارس میں فرائض تدیس انجام دیتے رہے۔ ابتدا میں انھوں نے چند کتابیں اور مقالے عربی زبان سے فارسی میں ترجمہ بھی کیے۔ ان میں ایک مکتب الایات البینات فی غرائب الارض والسموات ہے جس کا فارسی ترجمہ ”غرائب زمین و عجائب آسمان“ کے عنوان سے انھوں نے ۱۸۹۸ء میں شائع کروایا۔ یہ مشہور لبنانی مصنف ابراہیم حورانی (۱۸۳۴-۱۹۱۶ء) کی کتاب ہے جو ۱۸۸۳ء میں قاہرہ میں شائع ہوئی تھی۔ فارسی ترجمے پر میرزا محمد حسین خان، ذکار الملک فروغی نے نظر ثانی کی اور ایک مقدمہ بھی تحریر کیا تھا، مگر اس کم عمری میں عربی کی ایک خاصی فنی کتاب کا فارسی ترجمہ پیش کرنا، مترجم کی قوت بیان کا غماز ہے۔ علامہ قزوینی کے برادرِ خرد، میرزا احمد خان قزوینی اپنے کچھ کاروبار اور ملازمت کے سلسلے میں انگلستان چلے گئے تھے۔

علامہ ناصر دانشوران کی ۹ جلدیں ہیں اور رقم سے شائع ہو چکی ہیں۔

علامہ بدریس آپ ایران لوٹ آئے اور وزارتِ مایات میں ایک افسر ہو گئے تھے۔

اپنے بھائی کی تحقیق و تدقیق کے شوق کو دیکھ کر انھوں نے لکھا کہ اگر آپ یورپ آجائیں تو یہاں کے منظم اور مرتب کتب خانوں کے ذریعے فارسی ادب کی بہتر خدمت کر سکتے ہیں کیونکہ یہاں قلمی کتابوں سے بھی آسانی استفادہ کیا جاسکتا ہے، بھائی کی یہ دعوت ہی ان کے سفر یورپ کا بہانہ بنی تھی۔

انگلستان، فرانس اور جرمنی میں

قزوینی نے تقریباً نصف زندگی یورپ میں گزاری۔ وہ ۱۹۰۴ء میں لندن گئے۔ دو سال وہاں رہے اور اس کے بعد پیرس آگئے۔ کوئی ساڑھے چار سال کی مدت کے لیے وہ برلن بھی گئے۔ اس کے علاوہ یورپ کے دیگر ممالک میں بھی گھومتے رہے۔ ۳۶ سال کے بعد ۱۹۳۹ء میں مستقل طور پر رہنے کی نیت سے تھران لوٹ آئے تھے۔ یورپ کے قیام کے دوران میں ہی انھوں نے ایک اطالوی خاتون سے شادی کی۔ ان کے ہاں زینہ اولاد نہیں ہوئی، ایک ہی بیٹی ہوئی، جو ابھی حیات میں، ان کا نام ناہیدہ ہے۔ یورپ کا نام قزوینی مرحوم کے لیے کئی جرات سے سودمند رہا۔ انھوں نے وہاں انگریزی اور ہسپانی زبانیں سیکھیں اور وہاں کے کتب خانوں سے بھی بھر کر استفادہ کیا۔ مستشرقین کی صحبت کے نتیجے میں انھوں نے ترقی یافتہ تحقیق و تنقیر کے اسالیب اپنائے، اور اپنی کتابوں کے ذریعے انھیں دیگر ایرانیوں میں متعارف کروایا۔ بیون، امدروز، الس، براؤن، نکسن، دیرن بورگ، باریامینار، میلے اور کلیمنٹ ہوارٹ نام کے انگریز اور فرانسیسی مستشرق ان کے دوست رہے ہیں۔ ایڈورڈ براؤن سے ان کی خصوصی دوستی تھی۔ "سعود سعد سلمان لاہوری پر قزوینی کے فارسی مقالے کو براؤن نے انگریزی میں ترجمہ کر کے لیڈن سے شائع کروایا تھا۔ براؤن کی "تاریخ ادبیات ایران" کی چار جلدوں میں کئی مقامات پر محمد قزوینی کا ذکر آیا ہے اور مولف نے کئی امور کے سلسلے میں ان کی آرا کو نقل کیا ہے۔

۵ جنوری ۱۹۲۶ء کو جب ۶۴ سال کی عمر میں براؤن نے انتقال کیا، تو قزوینی نے اس جہانی کی شخصیت اور خدمات کے بارے میں ایک مبسوط مقالہ لکھا جو "بیت مقالہ" میں شامل رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قزوینی کی یورپ میں عمر بے فانی فارسی اور ادوارہ گب میموریل سے ان کا ارتباط، براؤن کی مساعی سے عمل پذیر ہوا تھا۔ براؤن، گب وفاق کے ٹرسٹیوں میں شامل تھے، اور ان کی تجویز پر محمد قزوینی نے کئی کتابیں قرب لکھیں اور "گب وفاق" (میموریل) کی طرف سے شائع ہوئیں۔

قزوینی کہتے ہیں کہ "لندن کے کتب خانے دیکھ کر (یا مخصوص ہوئی اور فارسی وغیرہ زبانوں میں قلمی

مخطوطات کے ذخار سے) میں نے حمیہ کر لیا تھا کہ زندگی یہیں گزاروں گا، مگر ایرانی ”ملا وطن شدگان“ فضلا کی پیرس میں موجودگی نے مجھے ”بعد میں ادھر کھینچ لیا، اور وہاں کے کتب خانے بھی ویسے ہی کشش تھے۔“ بیسویں صدی عیسوی کے اداس میں ایران میں، یاد رہے کہ مشروطہ (آئینی حکومت) کا مطالبہ زوروں پر تھا اور قاجاری استبدادی حکومت نے سینکڑوں حریت خواہوں کو مصلوب کروایا، جیل بھجوا یا ملک بدر کر دیا تھا۔ مؤخر الذکر گروہ میں سے میرزا علی اکبر خان دہخدا (علامہ دہخدا) کچھ عرصہ پیرس میں رہے، حسین کاظم زادہ ایرانشہر سوشلریڈیٹ میں اور سید حسن تقی زادہ جرمینی میں۔ اس دوران کئی سیاسی اور ادبی فارسی رسالے ایرانیوں نے دوسرے ممالک سے جاری کر رکھے تھے جن میں حسین کاظم زادہ ایرانشہر کے مجلہ ”ایرانشہر“ اور سید حسن تقی زادہ کے رسالہ ”کاوہ“ کو فارسی ادبیات میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ علامہ قزوینی کے متعدد مقالے ان ہی دو مجلوں میں شائع ہوئے۔ ایران میں ان کے بیشتر مقالے مجلہ باد کاہ، مہر، ارغوان، آموزش و پرورش، شرق اور علوم ہالیہ و اقتصاد شائع ہوئے ہیں۔ علامہ قزوینی کے قیام یورپ کے ضمن میں اوپر لکھا گیا ہے کہ آپ کوئی دو سال لندن میں رہے اور اس کے بعد پیرس آ گئے تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران انھیں پیرس میں رہنا مشکل ہو گیا، کیونکہ ایسے اوقات میں غیر ملکی باشندوں سے پوچھ گچھ کی جاتی ہے اور خاموشی سے علمی کام کرنے والوں پر جاسوسی کے شبہ کا امکان ہوتا ہے۔ ان حالات میں آپ اپنے دوست حسین علی خان نواب کے جوہر لن کے ایرانی سفارت خانے میں وزیر مختار تھے، مہمان بن کر برلن چلے گئے۔ (۲۳ اکتوبر ۱۹۱۵ء) اور اگرچہ ان کا ارادہ تھا کہ وہاں صرف دو تین ماہ رہیں گے، مگر جنگ کے خاتمے تک مجبوراً وہ اسی ملک میں رہے۔ وہاں ان کے اصلی میزبان سید حسن تقی زادہ تھے (مدیر مجلہ کاوہ)۔ ایران چونکہ جنگ میں غیر جانب دار تھا، اس لیے اس ملک کے باشندوں پر جرمینی کی حکومت نے کوئی خاص سختی نہ کی، مگر جنگ کے نتیجے میں جو ناگزیر مصائب ہر کسی کو بھیلنے پڑتے ہیں، وہ جناب محمد قزوینی نے بھی بھیلے۔ اس وقت سید محمد علی جمال زادہ، میرزا ابراہیم پور داؤد، مجتہد تبریزی، سید محمد رضا مسلات اور میرزا محمد علی خان تربیت، ایسے فضلا برلن میں موجود تھے۔ علامہ قزوینی نے اپنے ”سوانحی مقالے“ میں وہاں کی بعض ادبی محافل کا ذکر کیا ہے۔ اس زمانے میں ”مرہ لوسی“ (یعنی عربی کلمات سے مزہ اور معری فارسی لکھنا) کی باتیں بھی ہوتی تھیں۔ قزوینی معتدل فکر و نظر کے حامل تھے، اور عربی کلمات کے فارسی ادبیات سے اخراج کے سخت مخالف تھے، مگر پور داؤد

ہیں نظریے کے سخت حامی۔ (یہ دہری پور داؤد میں جنھوں نے ۱۹۳۳ء میں بمبئی کے ایک ادبی جلسے میں علامہ اقبال کی فارسی شاعری کو ادنیٰ اور معمولی قرار دے کر ایک فتنہ پیدا کیا تھا) لکھتے ہیں:

”میرزا ابراہیم پور داؤد، موجودہ زمانے کے بالاستعداد شعرائں سے ہیں۔ ’خالص فارسی میں شعر کہتے ہیں اور ان کا اسلوب بھی نادر ہے مگر عرب نسل، عربی زبان اور عربوں کی ہر چیز کے خلاف خاصا تعصب رکھتے ہیں۔ خواجہ حافظ کا ایک معروف شعر ہے:

اگر یہ عرض ہنر پیش یاربے ادبی است زبان خموش ولیکن دہان پر از عربی است

آپ اس شعر پر سخت تنقید کرتے تھے کہ حافظ نے ’عربی‘ کو فن کی خوبی کیوں قرار دیا ہے؟“

مستشرقین کے بارے میں علامہ قزوینی نے چند نکات بیان کیے ہیں۔ بعض مستشرقین کی معلومات واقعی رشک کے قابل ہیں مگر بعض نام نہاد مشرق شناس ہیں، ان کے پاس اسناد ہیں، مگر اکثر امتحان لینے اور دینے والے دونوں علوم شرقی سے کورے ہیں، اس لیے ان کے عدد سے لکھے ہوئے دیکھ کر کہ یہ استاد زبانہائے شرقی ہے، یا وہ ڈاکٹر تحقیقات شرقی، مرعوب نہ ہونا چاہیے۔ ایسے لوگوں کا مطالعہ ناقص اور منتخب موضوعات پر ہے۔ قزوینی یورپ کی تحقیقات شرقی اور مستشرقین کی زبان دانی کے چند دیگر پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ان لوگوں میں یہ خوبی یا خامی ہے کہ جو لکھتے ہیں، بالاتماں چپوادیے ہیں، ٹوٹی چھوٹی زبان بولنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے، انتقاد کو برا نہیں مانتے اور تالیف و تحقیق کے سلسلے میں ایک خاص قسم کی خود اعتمادی رکھتے ہیں۔

ایام آخر

محمد قزوینی صاحب پیرس میں مقیم تھے کہ ستمبر ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم کا آغاز ہو گیا۔ اس دفعہ آپ کے لیے وہاں رہنا اور بھی مشکل تھا، اس لیے ناچار تہران لوٹ آئے۔ جنگ کے خاتمے کے بعد آپ وہاں پھر گئے اور اپنی کتابیں وغیرہ ساتھ لے کر دوبارہ تہران آ گئے۔ ۱۹۳۳ء میں ایران کی پہلی یونیورسٹی ’دانش گاہ تہران‘ قائم ہو گئی تھی اور علامہ قزوینی نے اپنی ہزاروں قیمتی اور نایاب کتابیں اس دانش گاہ کے ’دانش کدۂ ادبیات‘ کو اہرا کر دیں۔ حکومت ایران کے ارباب بےست و کشادگی خواہش تھی کہ قزوینی دانش گاہ تہران میں تدریس بھی کریں۔ اس مقصد کے لیے ایران کی قومی اسمبلی سے ایک نیا قانون منظور کروایا گیا جس کے مطابق نامور فضلا کے لیے یونیورسٹی میں تدریس کرنا، اسناد اور عمر کے تقاضوں کا لحاظ کیے بغیر

آسان ہو گیا۔ علامہ قزوینی کے بعد کئی دیگر حضرات اس رعایت سے استفادہ کر رہے ہیں کہ یونیورسٹی الیکٹرونک کونسل کی سفارش پر ایم۔ اے یا پی ایچ ڈی کی اسناد کے بغیر اور ۶۵ سال سے بھی زیادہ عمر ہونے پر وہ وظائفِ تدریس انجام دینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ قزوینی مرحوم تحقیقی و تدریس انجام دے ہی رہے تھے کہ وفات پا گئے۔ آپ شہرِ رے میں مشہور مفسرِ قرآن البوافتح رازی کے مزار (منطقہ حضرت شاہِ عظیم) کے جوار میں دفن ہوئے ہیں۔ ان کی وفات پر ایران کے متعدد مشاہیر، جیسے ڈاکٹر عباس اقبال آشتیانی، استاد حبیب یغمائی، استاد سید محمد محیط طباطبائی اور ڈاکٹر علی اکبر سیاسی نے مفصل تعزیتی مقالے لکھے اور نامور شعرا نے مرثیے۔ استاد بدیع الزمان فروزہ انفرنہ نے بھی ان کی وفات پر ایک زوردار مرثیہ کہا تھا۔

ایک خاص خدمت

علامہ قزوینی نے قیامِ یورپ کے دوران ایران کے لیے ایک خاص خدمت یہ انجام دی کہ انگلستان، فرانس، جرمنی، روس اور مصر وغیرہ کے کتب خانوں میں موجود عربی اور فارسی کے اہم مخطوطات کے عکس حاصل کیے اور انھیں ایران کی وزارتِ تعلیم کے حوالے کیا۔ (درحقیقت ان کی تجویز پر وزارتِ تعلیم نے ضروری رقم پہلے فراہم کر دی تھی)۔ اسی طرح بعد میں استاد مصطفیٰ مینوی نے ترکی کے کتب خانوں میں موجود اہم عربی اور فارسی قلمی نسخوں کی نقول حاصل کی تھیں، اور یہ سب اب تہران یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے کی زینت ہیں۔ سات آٹھ طبقات پر مشتمل یہ کتب خانہ اب دنیا کا ایک اہم کتب خانہ مانا جانے لگا ہے، اور اس کی شہرت میں علامہ قزوینی ایسے مشاہیر کی مساعی کو خاص دخل ہے۔

تحقیقات

محمد قزوینی کی تحقیق و تالیف کی چنانچہ صدیاں یہ تھیں کہ آپ کسی موضوع پر انتہائی مکملہ معلومات حاصل کیے بغیر قلم نہیں اٹھاتے تھے۔ لکھتے وقت آپ حافظے پر اعتماد نہیں کرتے تھے، ماخذ و منابع کو سامنے رکھتے تھے۔ امانتِ علمی کا آپ پورا پاس رکھتے تھے اور تحقیق میں ذاتی پسند و ناپسند کے مطابق بات نہیں کرتے تھے۔ آپ نے از خود یا بعض احباب کے کہنے پر کئی کتابوں پر تبصرے لکھے۔ شرق و غرب کے متعدد فضلا کی وفات پر آپ نے تعزیتی مقالے ارقام کیے۔ اپنے مطالعے کے دوران آپ مختلف لغوی، تاریخی،

ادبی، دینی اور فنی موضوعات پر یادداشتیں حروفِ ہجا کی ترتیب سے لکھتے رہے۔ ان یادداشتوں میں انھوں نے بعض اپنی تحقیقات کی بھی اصلاح کی ہے۔ ان یادداشتوں کی چار قلمی جلدیں تھیں مگر استاد ایرج افشار نے مولف کی وفات کے بعد جب انھیں تہران یونیورسٹی کی طرف سے شائع کروایا (۱۹۵۳ء تا ۱۹۶۶ء سالوں میں) تو ان کے ۹ مجموعے بن گئے۔ عربی سے ترجمہ کی ہوئی ان کی کتاب "مغرائب زین و عجايب آسمان" کا ذکر ہو چکا ہے۔ مسعود سعد سلمان لاہوری پر۔ ان کے محولہ بالا مقالے سے استاد رشید یا سہمی نے اپنے "دیباچہ" دیوان مسعود بن سعد میں استفادہ کیا ہے۔ اوپر اشارہ ہوا ہے کہ قزوینی نے بعض ایسی کتابوں کی ضرورت طبع پر نہر دیا ہے جو کسی خاص اہمیت کی حامل تھیں، اور متعدد فضلاء نے ایسی کتابوں کو بعض شائع کروایا۔ مجلس التاریخ والتقصص کو ملک الشعر محمد تقی بہار شہدی نے شائع کروایا۔ تاریخ میستان بھی ان کے ہاتھوں طبع ہوئی۔ تتمہ صوان الکلمہ کو ڈاکٹر مولوی مفتی فتح موحوم نے لاہور سے شائع کروایا۔ (نامعلوم انھیں بھی قزوینی کی اس کتاب کے بارے میں متعدد مقالات نے تحریک کیا تھا یا نہیں؟) ۱۹۰۸ء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال حوم نے لیڈن سے "راحتہ الصدور و آیتہ السرد" کو شائع کروایا، تو قزوینی نے اس پر ایک تو صغیفی تبصرہ کیا اور چند تسامحات کی طرف توجہ دلائی۔ ابو حیان توحید کی بارے میں مفصل تحقیقات اور زین الاخبار گردیزی کی موضع طباعت ان کی تجاویز کے مطابق ہے۔ فارسی شاعری کے آغاز کے بارے میں استاد ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا وغیرہ نے اپنی ادبی تاریخ میں جو کچھ لکھا، وہ قزوینی کے مقالات سے مستفاد ہے۔ اس توضیح کے بعد ہم ان کی شائع کردہ بعض کتب اور مقالات کی فہرست دے رہے ہیں۔

مرزبان نامہ مولفہ سعد الدین وراثی شائع شدہ لیڈن ۱۹۰۸ء۔ کتاب مرزبان نامہ، کلیلہ و منہ کی مانند ہے جس میں جانوروں اور پرندوں کی زبانی حکمت کی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ کتاب ترکی اور عربی میں بھی ترجمہ ہو چکی ہے۔ اسے مرزبان بن رستم نے چوتھی صدی ہجری میں لکھی تھی لیکن اسے لکھا اور ساتویں صدی ہجری میں سعد الدین وراثی نے اسے مسجع فارسی میں لکھا۔ علامہ قزوینی کا طبع کردہ متن کئی بار چھپ چکا ہے۔ ابو حیان توحید کی حیات و تالیفات پر ڈاکٹر خلد مراد مرادیاں استاد عربی تہران یونیورسٹی نے مفصل تحقیقات کیں اور ان کی کتاب بنیاد نکو کاری نوریانی نے ۱۹۷۲ء میں تہران سے شائع کر دی ہے۔

۵۶۔ اس تاریخ کو کئی بار شائع کیا گیا، مگر استاد عبدالحی عیسیٰ افغانی کا ترجمہ جسے ۱۹۶۶ء میں بنیاد فرہنگ نے

تہران سے شائع کیا، بہتر تھا۔

استاد ڈاکٹر خلیل خطیب رہبر آج کل اس کتاب کا ایک دوسرا متن شائع کروا رہے ہیں۔ اس میں عربی جملوں اور اشعار کے فارسی معانی حاشیوں میں درج ہوں گے۔ اس سے قبل وہ اسی طرح ”گلستانِ قلعہ کروا چکے ہیں۔
المعجم فی معایر اشعار العجم از شمس الدین محمد بن قیس رازی (ساتویں صدی ہجری کے مصنف)۔ فارسی عروض اور اوزان کی بنیادی کتاب ہے۔ گب میوویل نے ۱۹۰۹ء میں اسے بیروت سے شائع کروایا تھا۔
چہار مقالہ از نظامی عروضی سمرقندی (چھٹی صدی ہجری کے مؤلف) جسے علامہ قزوینی نے ۱۹۰۹ء میں لیڈن سے شائع کروایا ہے۔

وجہ دین از ناصر خسرو قبادیانی (م ۵۳۸ھ)۔ یہ کتاب ۱۹۲۵ء میں برلن سے شائع ہوئی۔ سید حسن تقی زادہ مرحوم (م ۱۹۴۰ء) نے اس پر مقدمہ لکھا ہے۔

سیاست نامہ از خواجہ ابوعلی حسن نظام الملک طوسی (م ۴۸۵ھ ہجری)، طبع پیرس ۱۹۰۴ء
تذکرہ لباب اللباب از محمد عوفی بخارائی۔ طبع لیڈن (جلد اول ۱۹۱۱ء)۔ عوفی نے یہ تذکرہ ۶۲۴ھ میں اُنچ (بہاولپور) میں سلطان ناصر الدین قباچہ کے دربار میں لکھا تھا۔ اس تذکرے کی جلد دوم کو پروفیسر ڈیوڈ براؤن نے اس سے قبل شائع کر دیا تھا۔

تاریخ جہانگشا از عطا ملک ہونی (م ۵۸۱ھ)۔ چنگیز خانیوں کی اس تاریخ کی تینوں جلدیں لیڈن سے شائع ہوئی ہیں۔ ۱۔ اول ۱۹۱۲ء، دوم ۱۹۲۱ء، سوم ۱۹۳۴ء۔

لوائح بجای کافر فیسی ترجمہ (پیرس ۱۹۰۹ء)۔ اسی متن کی مدد سے ای۔ پرج۔ و فیفلڈ نے لوائح بجای کانگریزی ترجمہ لندن سے شائع کروایا۔ (اور نیٹل ٹرینسلینز طبع اول ۱۹۱۱ء)۔

تذکرۃ الاولیا (دو جلد) از عطاریشا پوری طبع لیڈن ۱۹۰۵ء جلد اول، ۱۹۰۷ء جلد دوم (تصحیح ڈاکٹر رینولڈ ایلن نکلسن کی ہے اور حواشی قزوینی کے)۔

ممدوحین شیخ سعدی (سعدی نامہ طبع تہران ۱۹۳۴ء میں شامل ميسوط مقالہ)۔
مقدمہ در شرح حال جمال الدین حسین ابوالفتح رازی (تفسیر روض الجنان و روح الجنان جلد پنجم طبع تہران ۱۹۳۱ء کا ضمیمہ)۔

نقشۃ المصدر از محمد بن احمد نسوی بر تبصرہ تہران ۱۹۲۹ء۔ اصل کتاب کو استاد عباس اقبال اُستانی نے ایک سال قبل تہران سے شائع کروایا تھا۔ علامہ قزوینی نے خوارزم شاہیوں کے سلسلے کے آخری بادشاہ سلطان

جلال الدین منکبنی کے اس منشی (محمد بن احمد نسوی) کی عربی تالیف سیرۃ جلال الدین منکبنی کے مقالہ سے، جو سات سال بعد لکھی گئی، تبصرے کا حق ادا کر دیا۔ سیرۃ جلال الدین منکبنی ۱۸۹۱ء میں پیرس سے پہلی بار شائع ہوئی تھی اور اس کا اور نقتۃ الصدور کا موضوع تقریباً ایک ہی ہے۔

دیوان خواجہ حافظ شیرازی (باہمکاری دکتہ قاسم غنی) تہران، ۱۹۳۱ء

شد الا زار و حط الا زار عن زقار المزار مولفہ معین الدین جنید شیرازی در ۱۹۱۷ء۔ کتاب شیرازہ کے مشامیر کے مزارات کے بارے میں ہے اور استاد عباس اقبال کی ہمکاری سے ۱۹۴۹ء میں تہران سے طبع ہوئی۔

عقبۃ الکتبہ از ہابک منتخب الملک جوینی (سلطان سبج سلجوقی از ۵۱۳ تا ۵۵۲ھ کا درباری منشی) مراسلت کی یہ کتاب قزوینی کی وفات کے ایک سال بعد ۱۹۵۰ء میں تہران سے شائع ہوئی۔ اسی طرح فصیح خوافی کی مجمل التواریخ و امین احمد رازی کی مہفت اقلیم بھی۔ ان تینوں کتابوں میں استاد عباس اقبال آشتیانی مرحوم (م ۱۹۵۶ء) بھی شریک تالیف و تشریح رہے ہیں۔

مقدمہ بر التوسل الی الترسیل تالیف بہار الدین محمد (قرن ششم ہجری کے ایک مؤلف)۔ کتاب استاد احمد ہمنیار نے مرتب کی اور علامہ قزوینی نے اس پر ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے۔

بیت مقالہ (در دو جلد) جلد اول ۱۹۲۸ء میں استاد پور داؤد نے بمبئی سے شائع کی اور جلد دوم ۱۹۳۴ء میں استاد عباس اقبال نے تہران سے۔ اس کے بعد اس کی جداگانہ اور یک جا جلدیں متعدد بار تہران سے شائع ہوتی رہی ہیں اور دونوں جلدوں کے مجموعاً کوئی ۶۰۰ صفحات ہیں۔ مقالے ۲۰ سے زیادہ ہیں، اور چند کے عنوانات حسب ذیل ہیں۔

حقائق الادویہ، مطبوعات جدیدہ ملوک عرب، زبان باستان آذربائیجان، شہنامہ پیش از فردوسی، ابو حیان توحیدی، البوسلیمان منطقی و تالیفات وی، کتاب الانبیاء، ملوک آکل باوند، تاریخ بیہقی، درباره بنواد، مطبوعات جدیدہ فارسی وفات استاد داؤد برون انگریسی اور تبصرہ بر مونس الارواح۔

۷۵ علامہ قزوینی کی کتب اور بعض مقالات کا ذکر متن میں ہی دیکھ لیا جائے۔